بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مدینۃ المسیح

قادیان یکم ماہ وفا ۱۳۲۱ ہش۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے متعلق آج سات بجے شام کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے۔ کہ حضور کو ابھی تک سوء ہضم کی شکایت ہے۔ احباب حضور کی صحت کے لئے دعا فرمائیں :۔

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمد للہ

حضرت مرزا شریف احمد صاحب نے نظارت تعلیم و تربیت کا چارج لے لیا ہے :۔

ابو عبید اللہ حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادی [illegible] بشیر الدین صاحب کی دعوت ولیمہ دی جس میں بہت سے اصحاب شامل ہوئے۔ یہ شادی ماسٹر مولا بخش صاحب کی لڑکی نصیرہ بیگم سے ہوئی ہے :۔

جلد ۳۰ | ۳ ماہ وفا ۱۳۲۱ ہش | ۱۸ جمادی الثانی ۱۳۶۱ھ | ۳ جولائی ۱۹۴۲ء | نمبر ۱۵۲

خطبہ جمعہ

گورنمنٹ برطانیہ اگر دعا کی طرف توجہ کرے تو موجودہ جنگ میں اس کی کامیابی یقینی ہے

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

فرمودہ ۲۶ ماہ احسان ۱۳۲۱ ہش

مرتبہ:۔ شیخ رحمت اللہ صاحب۔ شاکر

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

ستمبر ۱۹۴۰ء کی بات

ہے۔ کہ میں چند دنوں کے لئے شملہ گیا تھا۔ اور وہاں چودھری ظفر اللہ خان صاحب کے مکان پر ٹھہرا تھا۔ غالباً ۲۰ ستمبر کے دو چار دن بعد کی کوئی تاریخ تھی۔ کہ میں نے رات کو

رؤیا میں دیکھا

کہ گویا میں مصر میں ہوں۔ اور لیبیا کے محاذ پر دشمن کی فوجوں اور انگریزی فوجوں کے درمیان جنگ ہو رہی ہے۔ اس وقت لڑائی کا میدان مجھے اس شکل میں دکھایا گیا۔ کہ گویا انگریزی علاقہ ایک ہال کی طرح ہے۔ اس ہال میں ایک طرف سے سیڑھیاں اترتی ہیں۔ چوڑی چوڑی سیڑھیاں کچھ دور تک سیدھی جا کر پھر ایک طرف کو مڑ جاتی ہیں۔ گویا وہ اس ہال میں آنے کا رستہ ہے۔ میں نے دیکھا۔ کہ

انگریزی فوج دشمن

کے دباؤ کو برداشت نہ کرتے ہوئے پیچھے ہٹتی ہے۔ وہ بڑی بہادری سے لڑتی ہے۔ مگر دشمن کا زور اتنا زیادہ ہے۔ کہ وہ اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ رائفلیں دونوں فریق کے ہاتھوں میں ہیں۔ اور دونوں ایک دوسرے پر

Bayonett Charge

کرتی ہیں۔ میں نے دیکھا۔ کہ پہلے تو انگریزی فوجیں سیڑھیوں کے دوسرے سرے پر دشمن سے لڑ رہی ہیں۔ مگر آہستہ آہستہ سیڑھیوں پر سے اترنا شروع ہو گئیں۔ دشمن اس کے پیچھے پیچھے بڑھتا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ سیڑھیاں ختم ہو گئیں۔ اور انگریزی فوجیں ہال میں اتر آئیں۔ اور

دشمن کی فوج

بھی ان کے پیچھے اترنا شروع ہو گئی۔ اس نظارہ کو دیکھ کر مجھے خیال آیا۔ کہ انگریزی فوج کمزور حالت میں ہے۔ اور میں اپنے دل میں جوش محسوس کرتا ہوں کہ انکی مدد کروں اس خیال کے آنے پر میں تیزی سے گھر کی طرف آتا ہوں اور گھر پہنچ کر میاں بشیر احمد صاحب کی تلاش

کی ہے۔ وہ مجھے ملے ہیں۔ تو میں نے ان سے کہا کہ ہم فوج میں تو داخل نہیں ہو سکتے۔ مگر ہمارے پاس رائفلیں اور بندوقیں ہیں۔ وہ لے کر اپنے طور پر

دشمن پر حملہ

کریں۔ یہ کہکر میں ان کو ساتھ لے کر گیا ہوں۔ خواب کا نظارہ بھی عجیب ہوتا ہے۔ اس وقت گو لڑائی ہال میں ہو رہی ہے۔ مگر ہال کی دیواریں حائل نہیں ہیں۔ اور میں گویا اس کے اندر کا سب کچھ دیکھتا ہوں ہم دو کھڑے ہو گئے ہیں۔ اور خواب میں میں سمجھتا ہوں۔ کہ ہم بندوقیں چلا رہے ہیں۔ گو ظاہری بندوق چلانا مجھے یاد نہیں۔ مگر میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہم نے فائر کئے ہیں ہمارے فائروں کے بعد انگریزی فوج کا قدم آگے بڑھنا شروع ہوا۔ دشمن بھی سختی سے مقابلہ کرتا ہے اور ایک ایک انچ پر لڑائی ہو رہی ہے۔ مگر میں نے دیکھا کہ انگریزی فوج دشمن کو دباتے ہوئے سیڑھیوں تک لے گئی اور اسے ہٹاتے ہوئے دوسرے سرے تک چڑھ گئی گویا اسے اپنے علاقہ سے باہر کر دیا۔ اسوقت آواز آئی۔ کہ ایسا دو تین بار ہو چکا ہے یعنی کبھی تو دشمن انگریزی فوج کو دبا کر لے گیا۔ اور کبھی انگریزی فوج اسے دباتی ہوئی اپنے علاقہ سے باہر لے گئی۔ اور دو تین بار ایسا ہوا یہ وہ وقت تھا جب

لیبیا میں انگریزی فوج

نے کوئی پیشقدمی نہ کی تھی۔ اٹلی کی فوجیں مصر میں تھوڑا سا آگے بڑھ آئی تھیں اور دونوں میں لڑائی ہو رہی تھی۔ دوسرے دن میں نے یہ رویا چودھری ظفر اللہ خانصاحب کو سنایا اور کہا کہ میں سمجھتا ہوں۔ اسجگہ پر اس قسم کی جنگ ہوگی۔ کہ کبھی تو انگریزی فوج دشمن کو دھکیلتی ہوئی دور تک لے جائیگی اور کبھی دشمن اسے دھکیل کر اسکے ملک میں گھس آئیگا۔ اور یہ جو میں نے دیکھا ہے کہ ہم نے فائر کئے ہیں۔ اس کا مطلب میں دعا سمجھتا ہوں۔

اور بشیر احمد کا نام بشارت ظاہر کرتا ہے اور

اس کی تعبیر

میں نے یہ کی کہ ہو سکتا ہے۔ ہماری دعاؤں سے اللہ تعالیٰ انگریزی فوجوں کو آخری دفعہ دشمن کو دھکیلنے کی توفیق دیدے۔ کیونکہ گو ضروری نہیں کہ خواب میں جو آخری نظارہ دکھایا جائے فی الواقع بھی وہ آخری نظارہ ہو۔ مگر کثیر الوقوع یہی امر ہے کہ جو آخری نظارہ نظر آئے وہی واقعہ میں بھی آخری ہوتا ہے۔ بہرحال جتنا واقعہ میں نے رویا میں دیکھا۔ بتا دیا۔ چودھری صاحب نے اگلے دن اس رویا کا ذکر اپنے کئی دوستوں سے اور ہز ایکسلنسی وائسرائے کے پرائیویٹ سیکرٹری سر لیتھویٹ سے بھی کیا۔ اور اسکا ایسا اثر تھا کہ دوسرے یا تیسرے دن جب وہ چودھری صاحب کے ہاں چائے پر آئے تو انہوں نے خود مجھ سے اسکے متعلق دریافت کیا اور پوچھا کہ آپ نے کیا رویا دیکھا ہے۔ اور میں نے ان سے مکمل رویا بیان کیا۔ اس کے دو ماہ بعد انگریزی فوج دشمن کو دھکیلتی ہوئی کئی سو میل تک لے گئی۔ ۱۹۴۱ء میں دشمن پھر آگے بڑھا۔ اور انگریزی فوج کو دھکیلتا ہوا مصری سرحد پر لے آیا۔ نومبر ۱۹۴۱ء میں پھر انگریزی فوج نے حملہ کیا اور دشمن کی فوجوں کو دھکیلتی ہوئی کئی سو میل تک لے گئی اور اب تازہ خبر یہ ہے۔ کہ دشمن کی فوجیں انگریزی فوجوں کو دھکیل کر مصر کی سرحد پر لے آئی ہیں۔ میں نے یہ رویا ۱۹۴۰ء کے جلسہ پر بھی بیس پچیس ہزار کے مجمع میں سنایا تھا اور غالباً جلسہ کی روئداد میں شائع بھی ہو چکا ہے اور اللہ تعالیٰ نے جو عالم الغیب ہے۔ اس کے غیب کے ثبوتوں میں سے یہ

ایک عظیم الشان ثبوت

ہے۔ اور یہ ایک ایسی لڑائی ہے کہ تاریخ میں اس کی کوئی مثال نہیں ملتی۔ کہ پہلے ایک فوج دشمن کو دھکیلتی ہوئی کئی سو میل تک لے جائے۔

اور پھر وہ اسے دھکیل کر واپس لے آئے۔ اور متواتر دو تین بار ایسا ہوا ہو۔ اور ہر بار فاتح فریق یہ سمجھے۔ کہ اس نے دوسرے کی طاقت کو بالکل تباہ کر دیا ہے۔ میں نے

ایک انگریز فوجی مبصر

کی ایک تحریر پڑھی ہے۔ جو اس نے ایک مضمون کے دوران میں شائع کی ہے۔ اس نے روس کی لڑائی کو غیر معمولی قرار دیا۔ اور لکھا ہے۔ کہ تاریخ میں اس کی کوئی مثال نہیں ملتی۔ کہ اس طرح کوئی دشمن کسی ملک میں اتنی دور تک گھس آیا ہو۔ اور پھر دوسری فوج اس کو پیچھے ہٹانے میں کامیاب ہو جائے۔ یہ دعوےٰ اس کا صحیح ہو یا نہ ہو۔ مگر اس میں شک نہیں۔ کہ

لیبیا کی لڑائی

کی کوئی مثال یقیناً تاریخ میں نہیں ملتی۔ کہ ایک فریق دوسرے فریق کو کئی سو میل تک دھکیلتا ہوا لے جائے۔ پھر دوسرا فریق اسے دھکیل کر باہر نکال دے۔ پھر پہلا فریق اسے دوبارہ دھکیل کر باہر نکال دے۔ پھر دوسرا فریق اسے دھکیل کر سینکڑوں میل تک لے جائے۔ مگر جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے مجھے رویا میں بتایا تھا۔ لیبیا کی جنگ میں تین بار ایسا ہو چکا ہے۔ اور تینوں دفعہ ایک فریق نے یہی سمجھا۔ کہ اس نے دوسرے کو بالکل کچل دیا ہے۔ پہلے اطالوی فوجیں آگے بڑھیں۔ اور انہوں نے سمجھا۔ کہ انہوں نے انگریزی فوجوں کو بالکل کچل دیا ہے۔ پھر انگریزی فوجیں آگے بڑھیں اور دشمن کے ایک لاکھ سے زیادہ سپاہی قید کر لئے۔ اور یہ خبریں آنے لگیں۔ کہ وہ شاید ٹریپولی میں داخل ہو جائینگی۔ جو لیبیا کے آخر پر اس علاقہ کا صدر مقام ہے۔ مگر یکدم انگریزی فوجوں کو پھر شکست ہوئی۔ ان کے پندرہ بیس ہزار سپاہی قید کر لئے گئے۔ جن میں دو بڑے جرنیل بھی تھے۔ اور ایک جرنیل تو وہ قید کر لیا گیا۔ جو جنگی سکیمیں بنایا کرتا تھا۔ ان کے بڑے بڑے ٹینک تباہ ہو گئے۔ اور انگریزی فوجیں اس طرح پیچھے ہٹیں۔ کہ سمجھا جاتا تھا۔ کہ وہ بالکل تباہ ہو جائیں گی۔ مگر اللہ تعالےٰ نے انہیں پھر توفیق دی۔ اور وہ دشمن کو دھکیلنے لگیں۔ اس کے ۲۵ ہزار سپاہی قید کر لئے۔ اور یہ خبریں مشہور ہونے لگیں۔ کہ اب دشمن نہیں ٹھہر سکے گا۔ مگر دشمن نے پھر انگریزی فوجوں کو دھکیلا اور مصری سرحد پر لے آیا۔ اور بیس ہزار سپاہی قید کر لئے ہیں۔

یہ سب واقعات سوچنے والے کے لئے

اسلام اور احمدیت کی صداقت کا ایک واضح ثبوت

ہیں۔ لوگ مبصروں سے رائے لیتے ہیں۔ منجموں سے پوچھتے ہیں۔ مگر ان کی سب باتیں قیاسی اور وہمی ہوتی ہیں۔ کوئی کسی لڑکی کے متعلق پوچھتا ہے۔ کہ بتاؤ اس کے کیا اولاد ہوگی تو وہ ایک پرزہ لکھ کر دے دیتے ہیں۔ کہ اتنے عرصہ کے بعد اسے کھول کر دیکھنا۔ جب لوگ دیکھتے ہیں۔ تو اس میں لکھا ہوتا ہے۔

لڑکا نہ لڑکی

اگر تو لڑکی ہو جاتی ہے۔ اور منجم سے پوچھا جاتا ہے۔ کہ تم نے تو لکھا تھا لڑکا ہوگا۔ تو وہ جواب دیتا ہے۔ کہ میں نے تو لکھا تھا۔ کہ لڑکا نہ ہوگا لڑکی ہوگی۔ اگر لڑکا ہوتا ہے۔ اور اس سے پوچھا جاتا ہے۔ کہ تم نے لکھا تھا۔ کہ لڑکا نہ ہوگا لڑکی ہوگی۔ تو وہ کہہ دیتا ہے کہ میں نے لکھا تھا۔ کہ لڑکا، نہ لڑکی اور اگر کچھ بھی نہ ہو۔ تو وہ کہہ دیتا ہے۔ کہ میں نے لکھا تھا۔ کہ لڑکا نہ لڑکی کچھ بھی نہ ہوگا۔ گویا وہ تینوں امکانی پہلو مدنظر رکھ کر جواب دے دیتے ہیں۔ یہی حال ان لوگوں کا ہمیشہ سے چلا آتا ہے۔ مگر یہ

کتنی واضح پیشگوئی

تھی جو خدا تعالےٰ نے مجھے بتائی۔ اور یہ ایک ایسے وقوعہ کی خبر تھی۔ کہ جس کی مثال کم کیا کوئی ملتی ہی نہیں۔ پھر ایک اور بات جو اس میں بتائی گئی یہ ہے۔ کہ اگر میں اور احمدی جماعت دعا کرے۔ تو انگریزوں کو کامیابی ہو سکتی ہے۔ کیونکہ امام جماعت کا بھی قائمقام ہوتا ہے۔ اللہ تعالےٰ کی طرف سے بشارت ہے۔ کہ اگر ہماری جماعت دعا کرے۔ تو وہ اس فتنہ کو دور کر سکتا ہے۔

میں نے متواتر انگریزوں کو توجہ دلائی ہے۔ کہ اگر وہ سچے دل سے ہماری طرف دعا کے لئے متوجہ ہوں۔ تو اللہ تعالےٰ ان کی مشکلات کو دور کر دیگا۔ مگر افسوس کہ اپنی مادی ترقیات کی وجہ سے ان کو یہ تحریک نہیں ہوتی کہ ہمیں دعا کے لئے کہیں۔ ایک بہت بڑے انگریز افسر نے ہمارے ایک معزز دوست سے کہا کہ میرے نزدیک تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ کہ دعا کے لئے کہا جائے۔ مگر بعض مشیروں نے یہ رائے دی ہے۔ کہ اس سے مختلف قوموں میں انگریزوں کے متعلق بدظنی پیدا ہو جائیگی۔ حالانکہ انگریزی قوم اس وقت ایسے مصائب میں سے گزر رہی ہے۔ کہ ایسی بدظنیوں کی اس کو کوئی پروا نہ کرنی چاہیئے۔ اب کیا مختلف قوموں میں اس کے متعلق بدظنی نہیں پائی جاتی۔ ہر قوم اس پر یہ الزام لگاتی ہے۔ کہ وہ ہر موقعہ پر دوسری سے مل جاتی ہے۔ اور فساد پیدا کرا دیتی ہے کانگرس کو یہ شکایت ہے۔ کہ وہ مسلم لیگ سے مل کر ہندو مسلم اتحاد نہیں ہونے دیتی۔ مسلم لیگ کہتی ہے کہ وہ کانگرس سے ڈر کر مسلمانوں کو ان کے جائز حقوق سے محروم رکھ رہی ہے۔ سوشلسٹ کہتے ہیں۔ کہ وہ مالداروں کے ہاتھ میں ہے۔ اور کیپٹلسٹ شور مچاتے ہیں۔ کہ وہ برطانی کیپٹلسٹوں کو فائدہ پہنچانے کے لئے ہمیں نقصان پہونچاتی ہے۔ غرضکہ کوئی ایک قوم بھی نہیں جو

موجودہ حکومت پر خوش

ہو۔ پھر کوئی وجہ نہیں۔ کہ وہ ان قوموں میں بدظنی پیدا ہو جانے کے ڈر سے دعا کرانے کی طرف متوجہ نہ ہو۔ اور اللہ تعالیٰ سے مدد نہ چاہتی ہوئی اپنی مشکلات کو لمبا کرتی جائے۔ توپیں دونوں کے پاس ہیں کبھی اُن کی توپیں زیادہ ہو جاتی ہیں اور کبھی ان کی۔ ہوائی جہاز دونوں کے پاس ہیں۔ کبھی ان کے ہوائی جہاز بڑھ جاتے ہیں۔ اور کبھی اُن کے۔ ٹینک دونوں کے پاس ہیں۔ کبھی ایک کے ٹینک بڑھ جاتے ہیں۔ اور کبھی دوسرے کے۔ فوجیں بھی دونوں کے پاس ہیں۔ اور کبھی ایک فریق کی فوج زیادہ میدان میں آجاتی ہے اور کبھی دوسرے کی۔ مگر ایک چیز ہے جو دونوں میں سے کسی کے پاس نہیں اور وہ

اللہ تعالےٰ کی طرف رجوع اور دعا

ہے۔ یہ چیز نہ انگریز کے پاس ہے۔ اور نہ ان کے دشمن کے پاس۔ ہاں ظاہرا طور پر دعا اور خدا تعالےٰ سے مدد مانگنے کا شور انگریز اور ان کے ساتھی بھی مچاتے ہیں۔ اور ان کے دشمن بھی۔ مگر دعا کے یہ معنی نہیں کہ انسان اپنے غلط خیال پر اصرار کرتے ہوئے کہے۔ کہ میں خدا سے دعا مانگتا ہوں۔ اور اس کے لئے کوئی قربانی نہ کرے۔ بغیر قربانی کئے محض مونہہ سے کچھ مانگ لینا کسی کے لئے بھی کوئی مشکل نہیں۔ پس یہ دعائیں جو کی جاتی ہیں محض خیالی ہیں۔ اور کسی کام نہیں آسکتیں۔ جس طرح لکڑی کی توپیں کسی کام نہیں آسکتیں۔ جس طرح ربڑ کی کشتیاں جو کھلونے کے طور پر بنائی جائیں کسی کام نہیں آسکتیں۔ جس طرح ٹین کے ہوائی جہاز جنگ میں کام نہیں دے سکتے۔ جس طرح سیسہ کے بنے ہوئے مصنوعی سپاہی کسی کام نہیں آسکتے۔ اسی طرح اس قسم کی دعائیں بھی کام نہیں آسکتیں۔ اور جس طرح اصلی توپیں اصلی ہوائی جہاز۔ اصلی ٹینک اور حقیقی آدمی ہی جنگ میں کام آسکتے ہیں۔ اسی طرح دعائیں بھی وہ فائدہ پہونچا سکتی ہیں۔ جو حقیقی ہوں نقلی نہ ہوں۔ اللہ تعالےٰ انسانی فطرت کو خوب جانتا ہے۔ اس لئے ایسے موقعہ پر وہ یہ تو امید نہیں رکھتا کہ ساری قوم مذہب تبدیل کر لے۔ کیونکہ یہ بات تو لمبی بحثوں اور لمبے تجربہ سے تعلق رکھتی ہے مگر یہ ضرور چاہتا ہے۔ کہ وہ

اصلاح نفس کی طرف متوجہ

ہو کر دل میں فیصلہ کرے۔ کہ خدا تعالےٰ کی بات جو بھی ہوگی۔ وہ اسے قبول کرے گی۔ آج اللہ تعالےٰ انگریزوں سے یہ امید نہیں رکھتا کہ وہ عیسائیت کو چھوڑ کر اسلام میں داخل ہو جائیں۔ البتہ ذہنیت کی تبدیلی ضرور چاہتا ہے۔ اور چاہتا ہے۔ کہ نادیدہ خدا کو جسے انہوں نے نہیں دیکھا۔ مخاطب کر کے کہیں کہ اے ہمارے رب ہم یہ نہیں جانتے کہ تیری سچائی کہاں ہے۔ مگر اپنے گردو پیش کے حالات سے یہ ضرور سمجھتے ہیں۔ کہ تو ایک زبردست ہستی موجود ہے۔ اور تجھ سے امید رکھتے ہیں کہ اس بلا کو ہم سے ٹال دے۔ اور ہم تجھ سے وعدہ کرتے ہیں۔ کہ تیری صداقت جہاں بھی ملے گی ہم اسے ضرور قبول کرلیں گے۔ اور اگر متحارب قوموں میں سے کوئی اتنی تبدیلی کے ساتھ ہی خدا تعالےٰ سے مدد مانگے۔ تو مجھے یقین ہے۔ کہ وہ اس مصیبت کو ٹال دے گا۔ اور کامیابی کے رستوں پر چلا دیگا۔

بہر حال اب جنگ ایسے خطرناک مرحلہ پر پہونچ گئی ہے۔ کہ اسلام کے مقدس مقامات اس کی زد میں آگئے ہیں۔ مغربی لوگوں کے مذہب سے ہمیں کتنا ہی اختلاف کیوں نہ ہو۔ وہ اسلام کی جو توجیہہ اور تفسیر کرتے ہیں ہم اس سے کتنے ہی خلاف کیوں نہ ہوں۔ اس سے انکار نہیں کر سکتے۔ کہ ظاہرا طور پر وہ ہمارے خدا ہمارے رسول اور ہماری کتاب کو ماننے والے ہیں۔

ان کی اکثریت اسلام کے خدا کے لئے غیرت رکھتی ہے۔ ان کی اکثریت اسلام کی کتاب کے لئے غیرت رکھتی ہے اور ان کی اکثریت محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے لئے غیرت رکھتی ہے۔ اسلامی لٹریچر شائع کرنے اور اسے محفوظ رکھنے میں یہ قوم صفِ اول میں رہی ہے۔ آج ہم اپنے مدارس میں بخاری اور مسلم وغیرہ احادیث کی جو کتابیں پڑھاتے ہیں۔ وہ مصر کی چھپی ہوئی ہی ہیں اسلام کی نادر کتابیں مصر میں ہی چھپتی ہیں۔ اور

مصری قوم

اسلام کے لئے مفید کام کرتی چلی آئی ہے۔ اس قوم نے اپنی زبان کو بھلا کر عربی زبان کو اپنا لیا۔ اپنی نسل کو فراموش کر کے یہ عربوں کا حصہ بن گئی۔ اور آج دونوں قوموں میں کوئی فرق نہیں مصر میں عربی زبان۔ عربی تمدن۔ اور عربی طریق رائج ہیں۔ اور محمد عربی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مذہب رائج ہے۔ پس مصر کی تکلیف اور تباہی

ہر مسلمان کے لئے دُکھ کا موجب

ہونی چاہیئے۔ خواہ وُہ کسی فرقہ سے تعلق رکھنے والا ہو۔ اور خواہ مذہبی طور پر اسے مصریوں سے کتنے ہی اختلافات کیوں نہ ہوں پھر مصر کے ساتھ ہی وُہ

مقدس سرزمین

شروع ہو جاتی ہے جس کا ذرہ ذرہ ہمیں اپنی جانوں سے زیادہ عزیز ہے۔ نہر سویز کے ادھر آتے ہی آج کل کے سفر کے سامانوں کو مدنظر رکھتے ہوئے چند روز کی مسافت کے فاصلہ پر ہی وُہ مقدس مقام ہے۔ جہاں ہمارے آقا کا مبارک وجود لیٹا ہے۔ جس کی گلیوں میں محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پائے مبارک پڑا کرتے تھے۔ جس کے مقبروں میں آپ کے والا دشیدا خدا تعالٰے کے فضل کے نیچے میٹھی نیند سو رہے ہیں۔ اس دن کی انتظار میں کہ جب صور پھونکا جائے گا۔ وُہ لبیک کہتے ہوئے اپنے رب کے حضور حاضر ہو جائیں گے وہاں سے صرف اڑھائی سو میل کے فاصلہ پر بادہ وادی ہے جس میں وُہ گھر ہے۔ جسے ہم

خدا کا گھر

کہتے ہیں۔ اور جس کی طرف دن میں کم سے کم پانچ بار منہ کر کے ہم نماز پڑھتے ہیں۔ اور جس کی زیارت اور حج کے لئے جاتے ہیں۔ جو دین کے ستونوں میں سے ایک بڑا ستون ہے۔ یہ مقدس مقام صرف چند سو میل کے فاصلہ پر ہے۔ اور آجکل موٹروں اور ٹینکوں کی رفتار کے لحاظ سے چار پانچ دن کی مسافت سے زیادہ فاصلہ پر نہیں۔ اور ان کی حفاظت کا کوئی سامان نہیں۔ وہاں جو حکومت ہے۔ اس کے پاس نہ ٹینک ہیں۔ نہ ہوائی جہاز اور نہ ہی حفاظت کا کوئی اور سامان

کھُلے دروازوں اسلام کا خزانہ

پڑا ہے۔ بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ دیواریں بھی نہیں ہیں۔ اور جوں جوں دشمن ان مقامات کے قریب پہونچتا ہے۔ ایک مسلمان کا دل لرز جاتا ہے۔ کانپ اٹھتا ہے۔ کہ نہ معلوم کل کو کیا ہوگا ہمیں یقین ہے۔ کہ اللہ تعالٰے خود ہی ان کی حفاظت فرمائے گا۔ لیکن یہ

ہمارا یقین

ہمیں اپنی ذمہ واریوں سے نہیں چھڑا سکتا جس طرح مکہ کے متعلق خدا تعالٰے کا وعدہ تھا۔ کہ وُہ اس کی حفاظت کرے گا جس طرح اسلام کی حفاظت کے متعلق خدا تعالٰے کا وعدہ تھا۔ اسی طرح رسُول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت کا بھی وعدہ اس نے کیا ہوا تھا چنانچہ قرآن کریم میں اللہ تعالٰے فرماتا ہے۔ کہ واللہ یعصمک من الناس (المائدہ ع ۹ ۱۴) مگر باوجود اس وعدہ کے ایسے ہی مقدس اور یقینی وعدہ کے جیسا کہ مکہ مکرمہ اور خانہ کعبہ کی حفاظت کے متعلق ہے۔ پھر بھی صحابہ کرام اس وعدہ پر کفایت کر کے بے فکر نہیں ہو گئے تھے۔ اور انہوں نے یہ کبھی نہیں کہا۔ کہ خدا تعالٰے خود آپ کو دشمنوں سے بچائیگا۔ ہمیں فکر کرنے کی ضرورت نہیں۔ بلکہ مدینہ میں آپ کے داخلہ سے لے کر آپ کی وفات تک برابر وُہ آپ کے گھر کا پہرہ دیتے رہے۔ مدینہ کے لوگوں یعنی انصار پر اللہ تعالٰے بڑی بڑی برکتیں نازل کرے۔ وُہ بڑی ہی سمجھ دار اور قربانی کرنے والی قوم تھی

رسُول کریم صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ میں

آئے۔ تو انہوں نے فوراً اس بات کا فیصلہ کیا۔ کہ اب آپ کی ذات کی حفاظت کرنا ہمارا فرض ہے اور ہر رات الگ الگ گروہ آپ کے مکان پر پہرہ کے لئے آتا تھا۔ پہلے تو انصار بغیر ہتھیاروں کے پہرہ کے لئے آتے تھے۔ انہوں نے یہ خیال کیا۔ کہ مدینہ اسلامی شہر ہے۔ یہاں خطرہ کی کوئی بات نہیں ہر قبیلہ باری باری پہرہ کے لئے اپنے آدمی بھیجتا تھا۔ مگر وُہ بغیر ہتھیاروں کے ہوتے تھے۔ ایک رات رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں تھے۔ کہ باہر آپ نے

تلواروں اور نیزوں کی جھنکار

سُنی۔ آپ باہر تشریف لائے۔ تو دیکھا کہ انصار کا ایک گروہ سر سے پاؤں تک مسلح آپ کے مکان کے گرد پہرہ کے لئے کھڑا ہے۔ آپ نے دریافت فرمایا۔ کہ یہ کیا بات ہے۔ تو انہوں نے کہا۔ کہ یا رسُول اللہ! لوگ تو بغیر ہتھیاروں کے پہرہ کے لئے آیا کرتے تھے۔ مگر ہمارے قبیلہ نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ پہرہ کے انتظام کے معنے یہ ہیں۔ کہ خطرہ کا احتمال ہے۔ اور جب خطرہ ہو سکتا ہے تو اسے روکنے کے لئے ہتھیار بھی ضرور ہونے چاہئیں۔ اس لئے ہم مسلح ہو کر پہرہ کے لئے آئے ہیں۔ آپ نے ان لوگوں کے لئے دُعا فرمائی۔ اور اندر تشریف لے گئے۔ اس کے بعد باقی قبائل نے بھی

مسلح ہو کر پہرہ دینا

شروع کر دیا۔ ایک دفعہ مدینہ میں کچھ شور ہوا۔ اور خیال تھا۔ کہ شائد رومی حملہ کریں گے۔ اس لئے مسلمان ہتھیار لے کر باہر کی طرف بھاگے مگر چند صحابی دوڑ کر مسجد نبوی میں جمع ہو گئے۔ لوگوں نے ان سے پوچھا۔ کہ یہ کیا بات ہے حملہ کا خوف تو باہر سے تھا۔ آپ لوگ مسجد میں کیوں آ بیٹھے۔ انہوں نے جواب دیا۔ کہ ہمیں تو یہی جگہ حفاظت کئے جانے کے قابل نظر آتی ہے۔ اس لئے یہیں آ گئے ہیں

میں نے بارہا

جنگ بدر کا واقعہ

سُنایا ہے۔ کہ جب رسُول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے مشورہ طلب فرمایا۔ کہ لڑائی کی جائے یا نہ کی جائے۔ تو مہاجرین یکے بعد دیگرے اُٹھتے اور لڑائی کا مشورہ دیتے۔ مگر آپ ہر ایک مہاجر کا مشورہ سُنکر فرماتے۔ کہ لوگو مشورہ دو۔ انصار خاموش تھے۔ اور ان کی خاموشی کی وجہ یہ تھی کہ وُہ سمجھتے تھے۔ کہ مکہ والے مہاجرین کے رشتہ دار ہیں ہم نے ان سے لڑائی کا اگر مشورہ دیا۔ تو مہاجرین یہ نہ کہیں۔ کہ یہ ہمارے بھائیوں سے لڑائی کا مشورہ دیتے ہیں۔ اس لئے وُہ خاموش تھے۔ اور مہاجرین لڑائی کا مشورہ باری باری دیتے تھے۔ مگر رسُول کریم صلے اللہ علیہ وسلم بار بار یہی فرماتے کہ لوگو مشورہ دو۔ اس پر ایک انصاری سردار کھڑے ہوئے۔ اور عرض کیا۔ کہ یا رسُول اللہ! مشورہ تو دیا جا رہا ہے۔ مگر آپ پھر مشورہ دریافت فرماتے ہیں۔ شائد آپ کی مُراد یہ ہے۔ کہ انصار بولیں۔ آپ نے فرمایا۔ ہاں۔ اس سردار نے کہا۔ کہ یا رسُول اللہ! بے شک مکہ میں بیعت کرتے وقت ہم نے آپ سے یہ اقرار کیا تھا۔ کہ اگر دشمن مدینہ پر حملہ آور ہوگا۔ تو ہم آپ کی حفاظت کے ذمہ وار ہوں گے۔ مدینہ سے باہر نہیں۔ مگر یہ اقرار تو اس وقت کیا تھا جب ہم پر آپ کی شان کھُلی نہ تھی۔ اب تو آپ کی شان ہم پر کھل چکی ہے۔ اب تو ہم سے پوچھنے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اگر آپ کا ارادہ لڑنے کا ہے۔ تو بسم اللہ چلیئے۔ ہمارا تو ایک ہی کام ہے۔ کہ آپ کے چاروں طرف لڑیں ہم آپ کے دائیں لڑیں گے۔ بائیں لڑیں گے۔ آگے لڑیں گے۔ اور پیچھے لڑیں گے۔ اور کوئی دشمن آپ تک ہرگز نہ پہونچ سکے گا۔ جب تک وُہ ہماری لاشوں پر سے نہ گزرے۔ پھر انہوں نے اسی پر کفایت نہیں کی۔ بلکہ ایک اونچی جگہ آپ کے لئے بنا دی۔ اور بہ اصرار آپ سے عرض کیا۔ کہ اس جگہ تشریف رکھیں۔ اور دُعا کریں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو آپ کے پاس بٹھا دیا۔ اور سب سے زیادہ تیز رفتار دو اونٹنیاں آپ کے پاس باندھ دیں۔ اور عرض کیا۔ کہ یا رسُول اللہ! مدینہ والوں کو علم نہ تھا۔ کہ جنگ ہونے والی ہے۔ اس لئے تھوڑے لوگ ساتھ آئے ہیں۔ اور جو پیچھے رہے ہیں۔ وُہ

اخلاص اور ایمان

کے لحاظ سے ہم سے کم نہیں ہیں۔ ہم نے بہترین اونٹنیاں آپ کے پاس باندھ دی ہیں۔ اور اپنے میں سے بہترین امین جس پر ہم کو سب سے زیادہ اعتبار ہے۔ آپ کے پاس بٹھا دیا ہے۔ یا رسُول اللہ اگر ہم مارے گئے۔ تو آپ خدا تعالٰے کی رحمت کے نیچے ان اونٹنیوں پر سوار ہو کر ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مدینہ چلے جائیں۔ وہاں ہمارے بھائی ہیں جو آپ کے لئے اسی طرح قربانیاں کرنے کو تیار ہیں جس طرح ہم کر رہے ہیں۔ یہ قربانیاں کرنے والے جانتے تھے۔ کہ اللہ تعالٰے نے

عرش سے آپ کی حفاظت کا وعدہ

فرمایا ہوا ہے۔ اور فرمایا ہے۔ کہ واللہ یعصمک من الناس۔ یعنی اے محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ تعالٰے تجھے لوگوں کے حملوں سے بچائیگا۔ مگر باوجود اس وعدہ کے جو قربانیاں انہوں نے آپ کی حفاظت کے لئے کیں۔ کیا اس کے یہ معنے ہیں۔ کہ ان کا ایمان کمزور تھا۔

اور وہ خدا تعالےٰ کو اس وعدہ کو پورا کرنے پر قادر نہ سمجھتے تھے۔ یا کیا وہ سمجھتے تھے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے ایسا کوئی وعدہ نہیں فرمایا۔ بلکہ نعوذ باللہ محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اپنے پاس سے بنا لیا ہے۔

ان کی قربانیاں اور انکا اخلاص

دونوں بتاتے ہیں۔ کہ ان میں سے کوئی بات بھی ان کے وہم یا خیال میں نہ تھی۔ ان کو یقین تھا۔ کہ اللہ تعالےٰ نے عرش سے آپ کی حفاظت کا وعدہ فرمایا ہے۔ اور انہیں یہ بھی یقین تھا۔ کہ وہ آپ کو بچانے کی طاقت رکھتا ہے۔ اور اپنے وعدہ کو پُورا کرنے کے لئے سامان مہیا کر سکتا ہے۔ مگر ان کی تمنا ان کی آرزو اور ان کی خواہش یہ تھی۔ کہ اللہ تعالےٰ محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو بچانے کے لئے جو ہتھیار اپنے ہاتھ میں لے۔ وہ ہم ہوں انہیں خدا تعالےٰ کے وعدے پر شک نہ تھا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان پر شک نہ تھا۔ بلکہ حرص تھی کہ اس وعدہ کو پورا کرنے کا جو ذریعہ اللہ تعالےٰ اختیار کرے۔ وہ ہم ہوں۔ وہ چاہتے تھے۔ کہ کاش وہ ذریعہ جو اللہ تعالےٰ نے آپ کو بچانے کا اختیار کرنا ہے۔ وہ ہم بن جائیں۔ اور وہ بن گئے۔ اور انہوں نے متواتر دس سال تک اپنی جانوں اور عزیز ترین رشتہ داروں کی جانوں کو قربان کر کے اپنے آپ کو

خدا تعالےٰ کا ہتھیار

ثابت کر دیا۔ وہ مہاجر اور وہ انصار اس وعدہ کو پورا کرنے کا ذریعہ بن گئے جنہوں نے محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آگے اور پیچھے ہو کر ہر موقعہ پر جنگ کی۔ ان کی اول خواہش اور تمنا بھی۔ اور ان کی آخری خواہش اور تمنا بھی یہی تھی۔ کہ کاش وُہ فنا ہو جائیں۔ وُہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں۔ مگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کوئی آنچ نہ آئے۔ ایک صحابی کو کچھ لوگ قید کر کے لے گئے۔ اور مکہ والوں کے پاس بیچ دیا۔ مکہ والوں کا کوئی آدمی کسی مسلمان کے ہاتھ سے مارا گیا تھا۔ اور وہ اس کے بدلہ میں کسی مسلمان کو مارنا چاہتے تھے۔ اس لئے اسے خرید لیا۔ انہوں نے اس کے گلے میں طوق اور پاؤں میں بیڑیاں ڈال ہوئی تھیں۔ اور قتل کرنے کی تیاریاں کر رہے تھے۔ کہ ان میں سے کسی نے اس صحابی کو مخاطب کر کے کہا کہ کیا تم یہ پسند نہ کرو گے۔ کہ تم اس وقت آرام سے اپنے بیوی بچوں میں بیٹھے ہو۔ اور تمہاری جگہ یہاں محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہمارے قبضہ میں ہو۔ اس صحابی نے جواب دیا۔ کہ تم لوگ بڑے بے وقوف ہو۔ جو یہ سوال کرتے ہو۔ تم تو یہ کہتے ہو۔ کہ میں یہ پسند کرتا ہوں یا نہیں۔ کہ میں مدینہ میں اپنے بیوی بچوں میں بیٹھا ہوں۔ اور میری جگہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہاں تمہاری قید میں ہوں۔ میں تو یہ بھی نہیں چاہتا۔ کہ میں اپنے گھر میں ہوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تلوے میں مدینہ کی گلیوں میں کوئی کانٹا بھی چبھ جائے پھر ایک صحابی کے متعلق لکھا ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک جنگ کے لئے تشریف لے گئے۔ اور وہ صحابی کسی اتفاقی حادثہ کی وجہ سے پیچھے رہ گئے۔ وہ اپنے گھر میں داخل ہوئے۔ ان کی بیوی بیٹھی تھیں۔ دونوں کی باہم بہت محبت تھی۔ وہ صحابی جوش سے پیار کے لئے اپنی بیوی کی طرف بڑھے۔ مگر وہ حقارت سے پیچھے ہٹ گئیں۔ اور کہا کہ تمہیں شرم تو نہیں آتی۔ کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تو لڑائی کے لئے تشریف لے گئے ہیں۔ اور تم بیوی کو پیار کرنے لگے ہو۔ یہ بات سنکر وہ فوراً باہر نکلے۔ اور جنگ کے لئے چل پڑے۔ یہ وہ قربانیاں تھیں جو باوجود اللہ تعالےٰ کی طرف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت کے وعدہ کے صحابہ نے آپ کی حفاظت کے لئے کیں۔ پس اس میں شبہ نہیں۔ کہ

مکہ اور مدینہ کی حفاظت کے لئے

اللہ تعالےٰ کے وعدے ہیں۔ مگر اللہ تعالےٰ حفاظت کے لئے آسمان سے فرشتے نہیں اتارا کرتا بلکہ بعض بندوں کو ہی فرشتے بنا دیتا ہے۔ اور ان کے دلوں میں اخلاص پیدا کر دیتا ہے کہ اس کے وعدوں کو پورا کرنے کے لئے ہتھیار بن جائیں۔ وہ گو انسان نظر آتے ہیں۔ مگر ان کی روحوں کو فرشتہ کر دیا جاتا ہے اللہ تعالےٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے۔ کہ جو لوگ

خدا تعالیٰ کی راہ میں شہید

ہو جاتے ہیں۔ ان کو مردہ مت کہو۔ وہ زندہ ہیں۔ اس کا مطلب یہی ہے۔ کہ خدا تعالےٰ نے جو کام فرشتوں سے لینا تھا۔ اسے کرنے کے لئے وُہ آگے بڑھتے ہیں۔ اس لئے وہ فرشتے بن جاتے ہیں۔ اور جب وہ فرشتے ہو گئے تو مر کیسے سکتے ہیں۔ فرشتے نہیں مرا کرتے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ شہداء کے متعلق فرماتا ہے۔ کہ وہ

مردہ نہیں بلکہ زندہ ہیں

اور اپنے خدا کے حضور رزق دیئے جاتے ہیں؛

پس گو ان مقامات کی حفاظت کا وعدہ اللہ تعالےٰ نے کیا ہے۔ مگر اس کے یہ معنی نہیں۔ کہ مسلمان ان کی حفاظت کے فرض سے آزاد ہو گئے ہیں۔ بلکہ ضروری ہے کہ

ہر سچّا مسلمان

ان کی حفاظت کے لئے اپنی پوری کوشش کرے۔ جو اس کے بس میں ہے۔ یہ مقامات روز بروز جنگ کے قریب آ رہے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کی کسی مشیت اور اپنے گناہوں کی شامت کی وجہ سے ہم بالکل بے بس ہیں۔ اور کوئی ذریعہ ان کی حفاظت کا اختیار نہیں کر سکتے۔ ادنیٰ ترین بات جو انسان کے اختیار میں ہوتی ہے۔ یہ ہے کہ اس کے آگے پیچھے کھڑے ہو کر جان دے دے۔ مگر ہم تو یہ بھی نہیں کر سکتے۔ اور اس خطرناک وقت میں صرف ایک ہی ذریعہ باقی ہے۔ اور وُہ یہ کہ اللہ تعالےٰ کے حضور دُعائیں کریں۔ کہ وُہ جنگ کو ان مقامات مقدسہ سے زیادہ سے زیادہ دُور لے جائے۔ اور اپنے فضل سے ان کی حفاظت فرمائے۔ وُہ خدا جس نے ابرہہ کی تباہی کے لئے آسمان سے وبا بھیجدی تھی اب بھی طاقت رکھتا ہے۔ کہ ہر ایسے دشمن کو جس کے ہاتھوں سے اس کے مقدس مقامات اور شعائر کو کوئی گزند پہونچ سکے کچل دے۔

جنگ کے ہولناک اثرات

کا اندازہ کچھ وہی لوگ کر سکتے ہیں جنہوں نے اس کا کچھ مزہ چکھا ہو۔ برما سے ہندوستانی واپس آ رہے ہیں۔ ان کے حالات سنو۔ تو دل لرز جاتا ہے۔ کانپ اٹھتا ہے۔ اور زندگی حقیر نظر آنے لگتی ہے۔ وہاں گیارہ لاکھ ہندوستانی بستے تھے۔ ان کو وطن پہنچانے کا کوئی ذریعہ انگریزوں کے پاس نہ تھا۔ اس لئے وہ لوگ پہاڑی راستوں سے پیدل چلے پانچسو میل لمبا راستہ ہے۔ مجھے ایسے لوگ ملے ہیں جنہوں نے راستہ میں خود اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ کہ ماں نے بچہ کو گود میں اٹھایا ہوا ہے اور چلی آ رہی ہے کھانے کو کچھ نہیں ملتا پچاس ساٹھ یا ستر اسّی میل چلنے کے بعد پیر زخمی ہو گئے قدم لڑکھڑانے لگے۔ حتیٰ کہ خالی قدم اٹھانا بھی مشکل ہو گیا۔ چہ جائیکہ بچہ کو اٹھا کر چل سکے آخر اس نے مجبور ہو کر درخت کے نیچے بچہ کو لٹا دیا۔ اسے پیار کیا۔ اور آگے چل پڑی ایک مرد اپنی بیوی کے ساتھ چلا آ رہا ہے۔ بیوی تھک کر چور ہو چکی ہے وہ اسے سہارا دیئے لئے آ رہا ہے۔ عورت گرتی پڑتی چلی آتی ہے۔ کبھی کبھی مرد اسے اٹھا بھی لیتا ہے۔ دُوسرے لوگ پیچھے سے بھاگے چلے آتے ہیں۔ اور شور مچاتے ہیں۔ کہ جاپانی قریب پہونچ گئے۔ وہ بیوی کو سہارا دیئے ہوئے چلا آتا ہے۔ لیکن آخر اس کے پاؤں بھی لڑکھڑانے لگتے ہیں۔ اور وہ مجبور ہو کر اسے ایک طرف بٹھا دیتا ہے اس کے سر پر بوسہ دیتا ہے۔ اور خدا حافظ کہہ کر آگے چل پڑتا ہے۔ ایسے سینکڑوں واقعات لوگوں نے دیکھے ہیں۔ کہ ماؤں نے بچوں کو گودیوں سے اتار دیا۔ خاوندوں نے بیویوں کو پہلو سے جُدا کر کے مرنے کے لئے چھوڑ دیا۔ گو معلوم نہیں وہ خود بھی پہونچ سکے یا نہیں۔ یہاں تو چار لاکھ ہی پہونچے ہیں۔ باقی اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ کہ سات لاکھ میں سے کتنے مر گئے۔ اور کتنے ابھی رستہ میں ہیں تین چار روز ہوئے مجھے ایک لڑکا ملا۔ جو یہاں تحریک جدید کے بورڈنگ میں ہے۔ اس نے

اپنے باپ کا خط

مجھے دیا۔ جو فوج میں ملازم تھا۔ اور میں جانتا ہوں مخلص احمدی ہے۔ اس نے لکھا تھا۔ کہ برما میں لڑائی قریب آ جانے کی وجہ سے ہماری فوج کو واپس جانے کا حکم ملا۔ مجھے تو فوج کے ساتھ جہاز میں واپس پہونچا دیا گیا۔ اور تمہاری والدہ اور دوسرے بھائی بہنیں پیدل قافلوں کے ساتھ روانہ ہوئے۔ وہ قافلے تو بنگال پہنچ چکے ہیں۔ مگر ان کا کوئی پتہ نہیں۔ میں نے سرکار سے تنخواہ لے لی ہے۔ اور رخصت حاصل کی ہے۔ اور اب میں اسی راستہ پر پیدل انکی تلاش کے لئے جا رہا ہوں۔ اور نہیں کہہ سکتا۔ کہ خود بھی زندہ واپس آ سکونگا یا نہیں۔ اس لئے تم کو (یہاں ان کے دو بچے ہیں) خدا تعالےٰ کے سپرد کرتا ہوں۔ ایسا واقعہ ایک ہی نہیں سینکڑوں ہیں مگر قلوب کو زخمی کرنے کے لئے ایک ہی کافی ہے ہم تو کسی کے متعلق بھی یہ برداشت نہیں کر سکتے۔

کہ اسے ایسے واقعات پیش آئیں۔ چہ جائیکہ اس قوم کو پیش آئیں۔ جو گو آج کتنی جاہل ہے مگر جس کے باپ دادوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے آگے اور پیچھے کھڑے ہو کر جانیں دیدیں۔ اس قوم کی نسبت تو اس نظارہ کا قیاس کرکے بھی ایک مسلمان کا دل پھٹ جاتا ہے۔ پس میں

دوستوں کو توجہ

دلاتا ہوں۔ کہ وہ اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں اور خدا تعالیٰ سے دُعائیں کریں۔ کہ وہ خود ہی ان مقامات کی حفاظت کے سامان پیدا کردے اور اس طرح دُعائیں کریں۔ جس طرح بچہ بھوک سے تڑپتا ہوا چلاتا ہے۔ جس طرح ماں سے جدا ہونیوالا بچہ یا بچہ سے محروم ہو جانیوالی ماں آہ وزاری کرتی ہے۔ اسی طرح اپنے

رب کے حضور رو رو کر دعائیں کریں

کہ اے اللہ تو خود ان مقدس مقامات کی حفاظت فرما۔ اور ان لوگوں کی اولادوں کو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جانیں فدا کرگئے اور ان کے ملک کو ان خطرناک نتائج جنگ سے جو دوسرے مقامات پر پیش آرہے ہیں بچالے اور اسلام کے نام لیواؤں کو خواہ وہ کیسی ہی گندی حالت میں ہوں اور خواہ ہمیں ان سے کتنے اختلافات ہیں۔ ان کی حفاظت فرما اور اندرونی و بیرونی خطرات سے محفوظ رکھ۔ جو کام آج ہم اپنے ہاتھوں سے نہیں کرسکتے۔ وہ خدا تعالیٰ کا ہاتھ کردے۔ اور ہمارے دل کا دکھ ہمارے ہاتھوں کی قربانیوں کا قائم مقام ہو جائے ٭

پھر یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ عرب سے قریباً دو سو میل کے فاصلہ پر

ہندوستان کا علاقہ

شروع ہو جاتا ہے۔ عربوں کے پاس گو اور سامان تو نہیں۔ مگر تلوار تو ہے لیکن ہم ہندوستانیوں کے پاس تو تلوار بھی نہیں۔ پھر ۱۱ لاکھ کا نکلنا تو معمولی بات ہے۔ مگر جب وہ بھی نہ نکل سکے۔ تو ہم ۳۶ کروڑ باشندے کہاں جائیں گے۔ ان کو تو چلنے کے لئے راستے بھی نہیں مل سکتے۔ اور اگر خطرہ پیش آجائے تو سونے کے لئے بھی جگہ نہیں مل سکے گی۔ دنیا میں جہاں کثرت آبادی رحمت سمجھی جاتی ہے وہاں ایسے مواقع پر وہ زحمت بھی ہو جاتی ہے۔ پھر چند سو یا ہزار نکلنے والے ہوں۔ تو ان کے لئے کھانے کا بھی کوئی انتظام ہو سکتا ہے، مگر کروڑوں کے لئے کون انتظام کرسکتا ہے۔ پس اپنے

ملک کی حفاظت

اور اس کی حالت کو بھی مدنظر رکھو۔ اور اس کے لئے بھی دُعائیں کرو۔ گو یہ ادنےٰ چیز ہے۔ سب سے مقدم ہمارے لئے مقدس مقامات ہیں۔ اور ملکی حفاظت کا سوال ان کی حفاظت کے سوال کے بعد ہے۔ اور ان کی حفاظت کے لئے ہمارے دل میں درد اور تڑپ ملک کی حفاظت کے لئے درد اور تڑپ سے بہت زیادہ ہے۔ ہندو ہمیشہ اعتراض کرتے ہیں۔ کہ مسلمانوں کا دل تو عرب میں اٹکا ہوا ہے، مگر ایسا اعتراض کرنے والے نادان ہیں۔ اور وہ نہیں جانتے کہ اصل انسان وہ ہے۔ جس کا دِل خدا تعالیٰ سے اٹکا ہوا ہو۔ اگر

ہمارے دِل عرب سے اٹکے ہوئے ہیں

اگر خانہ کعبہ سے اٹکے ہیں۔ تو اس میں کسی کے لئے کوئی اعتراض کی بات نہیں۔ جہاں تک ملک کے لئے قربانی کا سوال ہے۔ ہر سمجھدار مسلمان ویسا ہی اسکے لئے درد رکھتا ہے جیسا کہ کوئی بڑے سے بڑا ہندو۔ مگر اس کے یہ معنے نہیں۔ کہ ہم اپنے مقدس مقامات کو ملک پر مقدم رکھیں۔ تو یہ اعتراض کی بات ہے اس طرح تو کل کو کوئی نادان ہندو یہ بھی کہہ سکتا ہے کہ مسلمان خدا تعالیٰ کو گاندھی سے بڑا سمجھتے ہیں۔ انہیں معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ

ملک کی محبّت

اپنی جگہ پر ہے۔ اور دین کی اپنی جگہ۔ دونوں آپسمیں مقابلہ کی چیزیں نہیں ہیں۔ بلکہ دونوں کا مقام الگ الگ ہے۔ ہم یہ ہرگز نہیں مان سکتے کہ کوئی ہندو ملک کی محبت میں ہم سے بڑھ کر ہے۔ اگر صرف ملک کی حفاظت کا سوال ہو۔ تو ہم اس کے لئے ان سے زیادہ قربانی کرنے کو تیار ہیں۔ لیکن دین کے مقابلہ میں اسے مقدم نہیں کرسکتے۔ اگر کسی جگہ بھائی اور ماں کی حفاظت کا سوال ہو۔ تو کوئی احمق ہی اعتراض کرسکتا ہے کہ فلاں شخص نے ماں کے لئے بھائی کو قربان کردیا۔ اور اگر والدین اور رسولؐ کی حفاظت کے لئے قربانی کا سوال ہو۔ تو کوئی احمق ہی کہہ سکتا ہے کہ رسول کے مقابلہ میں ماں باپ کو پیچھے ڈال دیا۔

احد کی جنگ کا واقعہ

ہے۔ کہ جب مدینہ میں یہ غلط خبر پہنچی کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے شہادت پائی۔ تو عورتیں اور بچے روتے ہوئے شہر سے باہر نکل آئے ایک صحابی جو میدان جنگ سے واپس لوٹ رہا تھا۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو بخیر و عافیت دیکھ کر آیا تھا۔ وہ ایک عورت کے پاس سے گذرا۔ اور اسنے اس سے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا حال دریافت کیا۔ اس کا دل چونکہ مطمئن تھا کہ آپ خیریت سے ہیں۔ اسلئے اس نے اس عورت کے سوال کا تو خیال نہ کیا۔ اور کہا۔ بہن افسوس ہے۔ تمہارا بھائی جنگ میں شہید ہو گیا۔ اس نے کہا کہ تم مجھے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا حال بتاؤ۔ اسنے پھر بھی اسکے سوال کا جواب نہ دیا اور کہا۔ افسوس تمہارا خاوند بھی شہید ہو گیا۔ مگر اس عورت نے پھر بھی کوئی پروا نہ کی۔ اور کہا۔ مجھے یہ بتاؤ۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کیسے ہیں۔ اسنے کہا۔ افسوس تمہارا بیٹا بھی شہید ہو گیا۔ اس نے کہا کہ میں اور کسی کا نہیں پوچھتی۔ مجھے بتاؤ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو خیریت سے ہیں۔ اس نے کہا۔ ہاں وہ تو خیریت سے ہیں۔ یہ سنکر اس عورت نے کہا کہ وہ خیریت سے ہیں۔ تو مجھے کسی اور کی شہادت کا غم نہیں۔ کیا اس عورت کو اپنے خاوند سے محبت نہ تھی۔ بھائی سے محبت نہ تھی۔ بیٹے سے محبت نہ تھی۔ سب سے تھی۔ مگر محبتوں کے بھی درجے ہوتے ہیں۔ اُسے

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبّت

سب سے بڑھ کر تھی۔ پس احمق اور نادان ہے وہ انسان جو سمجھتا ہے کہ ہر محبت وطن کی محبت میں مرکوز ہو جانی چاہیئے۔ اگر کوئی ہندو اعتراض کرتا ہے۔ کہ ہمارے دلوں میں خانہ کعبہ کی یا مکہ کی محبت وطن سے زیادہ ہے تو وہ صرف اپنی جہالت کا مظاہرہ کرتا ہے اور ایسے جاہل کی خاطر ہم ان مقامات کی محبت کو پیچھے نہیں ڈال سکتے۔ مگر اسکے یہ معنے بھی نہیں کہ ہم وطن کی محبت میں اس معترض سے پیچھے ہیں۔ بیشک دین کی محبت ہمارے دلوں میں زیادہ ہے۔ مگر اسکے یہ معنے نہیں کہ وطن کی محبت نہیں ہے۔ اگر ہمارا ملک خطرہ میں ہو۔ تو ہم اس کے لئے قربانی کرنے میں کسی ہندو سے پیچھے نہیں رہینگے لیکن اگر دونوں خطرہ میں ہوں۔ یعنی ملک اور مقامات مقدسہ۔ تو مؤخر الذکر کی حفاظت چونکہ دین ہے۔ اور

زندہ خدا کے شعائر کی حفاظت کا سوال

ہے۔ اسلئے ہم اسے مقدم کرینگے۔ بیشک ہم عرب کے پتھروں کو ہندوستان کے پتھروں پر فضیلت نہ دینگے لیکن ان پتھروں کو ضرور فضیلت دینگے جنکو خدا تعالیٰ نے ہمارے لئے فضیلت کا مقام بنایا ہے۔ کہتے ہیں ایکدفعہ قیس کُتے سے پیار کر رہا تھا۔ اسکے دوستوں نے دیکھا اور کہا۔ قیس کیا تم پاگل ہو گئے ہو۔ جو کُتے سے پیار کر رہے ہو۔ اُسنے کہا۔ نہیں میں کُتے سے پیار نہیں کرتا۔ انہوں نے کہا۔ یہ تو ہم دیکھ رہے ہیں کہ تم کُتے سے پیار کر رہے ہو۔ اسنے کہا۔ کہ یہ تو لیلےٰ کا کُتا ہے۔ میں کُتے سے نہیں بلکہ لیلیٰ کے کُتے سے پیار کرتا ہوں۔ کتے اور لیلیٰ کے کُتے میں فرق کو عاشق ہی سمجھ سکتا ہے ایک مادہ پرست ہندو کیا جانتا ہے کہ وطن اور خدا تعالیٰ کے پیدا کردہ شعائر میں کیا فرق ہے۔ وہ عرفان اور نیکی نہ ہونے کی وجہ سے اس فرق کو نہیں سمجھ سکتا۔ پس ہمیں ہندوستان بیشک عزیز ہے۔ اس کا ذرہ ذرہ عزیز ہے۔ اگر کوئی غنیم باہر ہندوستان پر جارحانہ طور پر حملہ آور ہو تو باوجود بعض متعصب ہندوؤں کے جھوٹے اعتراضوں کے ہم اسکی حفاظت میں دوسروں سے پیچھے نہیں آگے ہونگے خواہ غنیم کوئی مسلمان ہی کیوں نہ ہو

حب الوطن من الایمان

ہمارے ایمان کا جزو ہے۔ مگر وہ گلیاں جنمیں ہمارے پیارے آقا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم چلتے رہے اور وہ پتھر جنہیں خدا تعالیٰ نے ہمارے لئے عبادت کا مقام بنایا۔ ہمیں وطن سے زیادہ عزیز ہیں اور اسپر کوئی ہندو یا عیسائی حاسد جلتا ہے۔ تو جل مرے۔ ہمیں اسکی کوئی پرواہ نہیں ٭

موجودہ جنگ کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی انذاری پیشگوئیاں

کوئی کشتی اب بچا سکتی نہیں اس سیل سے
حیلے سب جاتے رہے اک حضرتِ توّاب ہے

خدا تعالےٰ کا وہ فرستادہ جسے اللہ تعالےٰ نے موجودہ زمانہ میں مسلمانوں کے لئے امام مہدی عیسائیوں کیلئے مسیح، ہندوؤں کے لئے کرشن اور بدھوں کے لئے بدھ بنا کر مبعوث فرمایا۔ اور جو قادیان کی مقدس سرزمین میں الٰہی نوشتوں کے مطابق آیا۔ اس نے آج سے قریباً نصف صدی قبل دنیا کے سامنے بڑے زور سے یہ اعلان فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ میری صداقت ظاہر کرنے کیلئے دنیا کو اپنی قہری تجلیات کا نشانہ بنائیگا۔ اور اُسے ایسے سخت عذابوں میں مبتلا کریگا جس کی نظیر کسی پہلے زمانہ میں نہیں ملیگی۔ اور یہ سب کچھ اس لئے ہوگا۔ کہ نوع انسان نے اپنے خدا کی پرستش چھوڑ دی۔ اور اُس نے اُس نذیر کو قبول نہیں کیا جسے دنیا کی راہنمائی کے لئے خدا تعالےٰ نے بھیجا۔ اس پر خدا یہ فیصلہ کرچکا ہے۔ کہ بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دیگا۔ پھر اس نذیرِ عریاں نے صرف اس اجمالی اعلان پر ہی اکتفاء نہیں فرمایا۔ بلکہ خدا تعالےٰ کے ان زور آور حملوں کا ہو بہو نقشہ بھی لوگوں کے سامنے کھینچ کر رکھ دیا۔ چنانچہ فرمایا:۔

(۱)

"زمین پر اس قدر سخت تباہی آئیگی۔ کہ اس روز سے کہ انسان پیدا ہؤا۔ ایسی تباہی کبھی نہیں آئی ہوگی۔ اور اکثر مقامات زیر و زبر ہو جائینگے کہ گویا اُن میں کبھی آبادی نہ تھی۔ اور اس کے ساتھ اور بھی آفات زمین و آسمان میں ہولناک صورت میں پیدا ہونگی۔ یہاں تک کہ ہر ایک عقلمند کی نظر میں وہ باتیں غیر معمولی ہو جائیں گی۔ اور ہیئت اور فلسفہ کی کتابوں کے کسی صفحہ میں ان کا پتہ نہیں ملیگا۔ تب انسانوں میں ایک اضطراب پیدا ہوگا۔ کہ یہ کیا ہونے والا ہے۔ ...... وہ دن نزدیک ہیں۔ بلکہ میں دیکھتا ہوں۔ کہ دروازے پر ہیں۔ کہ دنیا ایک قیامت کا نظارہ دیکھیگی اور نہ صرف زلزلے بلکہ اور بھی ڈرانیوالی آفتیں ظاہر ہونگی۔ کچھ آسمان سے اور کچھ زمین سے۔ یہ اس لئے کہ نوع انسان نے اپنے خدا کی پرستش چھوڑ دی اور تمام دل اور تمام ہمت اور تمام خیالات سے دنیا پر ہی گر گئے ہیں۔ اگر میں نہ آیا ہوتا۔ تو ان بلاؤں میں کچھ تاخیر ہو جاتی پر میرے آنے کے ساتھ خدا کے غضب کے وہ مخفی ارادے جو ایک بڑی مدت سے مخفی تھے ظاہر ہو گئے"۔

"اے یورپ تو بھی امن میں نہیں۔ اور اے ایشیا تو بھی محفوظ نہیں۔ اور اے جزائر کے رہنے والو کوئی مصنوعی خدا تمہاری مدد نہیں کریگا۔ میں شہروں کو گرتے دیکھتا ہوں اور آبادیوں کو ویران پاتا ہوں۔ وہ واحد و یگانہ ایک مدت تک خاموش رہا۔ اور اس کی آنکھوں کے سامنے مکروہ کام کئے گئے اور وہ چپ رہا۔ مگر اب وہ ہیبت کے ساتھ اپنا چہرہ دکھلائے گا۔"

(حقیقۃ الوحی صـ ۲۵۶)

یہ وہ انذاری پیشگوئی ہے۔ جو موجودہ جنگ کے موقعہ پر لفظ بلفظ پوری ہو رہی ہے۔

(۲)

اللہ تعالےٰ نے بار بار اپنے الہامات میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو انذاری واقعات سے اطلاع دی۔ اور آپ نے وہ الہامات دنیا کو سنائے۔ مثلاً آپ کا الہام ہے حربٌ مھیجۃ ایک جوش و خروش کی جنگ ہوگی۔ جسے بھڑکایا جائیگا۔ ذالک بما عصوا وکانوا یعتدون (تذکرہ صـ ۴۳۶) یہ اس لئے ہوگی۔ کہ لوگ نافرمان ہیں۔ اور فسق و فجور میں حد سے بڑھ چکے ہیں۔ اسی طرح آپ کو الہام ہؤا۔ اذا جاء افواج وسمع من السماء آسمان سے فوجیں آئیں گی۔ اور زہر نازل ہوگا۔

یہ نمونہ کے طور پر چند پیشگوئیاں بیان کی گئی ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ جسطرح خدا تعالےٰ نے فرمایا۔ اسی طرح وقوع میں آ رہا ہے۔ بتایا گیا تھا۔ کہ ایک خوفناک جنگ ہوگی۔ دنیا قیامت کا نظارہ دیکھے گی۔ آسمان سے فوجیں نازل ہوں گی۔ زہر نازل ہوگا۔ یورپ بھی امن میں نہیں ہوگا۔ ایشیا میں بھی امن نہیں ہوگا۔ جزائر میں بھی امن نہیں ہوگا۔ شہر گریں گے۔ آبادیاں ویران ہونگی۔ چنانچہ آج یہ تمام باتیں حرف بحرف پوری ہو رہی ہیں۔

عام حق پسند اصحاب کو چاہیئے۔ کہ ان پیشگوئیوں پر غور کرتے ہوئے اس مامور کو قبول کریں۔ جو قادیان میں مبعوث ہؤا۔ اور جس نے یہ اعلان کیا۔ کہ
صدق سے میری طرف آؤ اِسی میں خیر ہے
ہیں درندے ہر طرف مَیں عافیت کا ہوں حصار

موجودہ جنگ اور احمدی نوجوان

موجودہ جنگ کے مختلف شعبوں میں اس وقت تک احمدی نوجوان جس شوق اور جس کثرت سے بھرتی ہو چکے ہیں وہ قابل تعریف ہے۔ لیکن چونکہ ابھی بھرتی کی مزید ضرورت ہے۔ اور خاص کر نئی احمدیہ کمپنی کے لئے مطلوبہ تعداد کا جلد سے جلد پورا ہونا نہایت ضروری ہے، اسلئے احباب جماعت کو چاہیئے کہ جو بھرتی ہو سکتے ہیں۔ وہ بھرتی ہوں۔ اور جو خود کسی وجہ سے بھرتی کے لئے موزوں نہ ہوں۔ وہ دوسروں کو بھرتی کرانے کی کوشش کریں۔ اس کے متعلق ہر قسم کی اطلاع حضرت مرزا شریف احمد صاحب قادیان کی خدمت میں بھیجی جائے۔ احباب کو یاد رکھنا چاہیئے جنگی صیغوں میں بھرتی ہونا نہ صرف اپنے ملک اور اپنی جماعت کی حفاظت کیلئے ضروری ہے، بلکہ جماعت احمدیہ کے مستقبل کیلئے نہایت مفید ہے۔

وی۔پی ارسال کر دیئے گئے ہیں۔ وصول فرما کر ممنون فرمائیں!

اِعلان ضروری

بعض دوست ہمیں لکھتے ہیں۔ کہ "الفضل" کا خطبہ نمبر ہر جمعہ سے قبل نہیں ملتا ہم ایسے احباب کی اطلاع کیلئے عرض کرتے ہیں۔ کہ خطبہ نمبر جونہی چھپتا ہے بھیج دیا جاتا ہے دفتر کی طرف سے خطبہ نمبر کے ارسال کرنے میں کوئی تاخیر نہیں ہوتی۔ مینیجر

رسید مژدہ کہ ایام نو بہار آمد

(حضرت میر محمد اسحاق صاحب کے قلم سے)

حضرت حکیم الامۃ خلیفۃ المسیح الاوّل رضؓ جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد جماعت میں سب سے بڑے روحانی طبیب تھے۔ اسی طرح آپ کی ساری عمر جسمانی بیماروں کو چنگا کرنے کی فکر میں گذری۔ طبی دنیا میں جو شہرت آپ کو تھی۔ وہ کسی سے مخفی نہیں۔ راجا سے لیکر پرجا تک آپکا فیض جاری تھا۔ ایک طرف اگر

جموں و کشمیر کا عظیم الشان مہاراجہ

سالہا سال تک آپ کے زیر علاج رہا۔ تو دوسری طرف آپ کیلئے یہ امر باعث فخر تھا۔ کہ

عالم روحانیت کا عظیم الشان بادشاہ

یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بھی جب سے آپ قادیان میں ہجرت کر کے آئے وصال تک معالج رہے۔ حضرت حکیم الامت یونانی۔ ویدک اور انگریزی تینوں طریقوں سے علاج کرتے تھے۔ آپ نے اپنی

ساری عمر کے تیر بہدف مجربات اپنی قلم سے ایک بیاض میں

قلمبند کئے۔ جس میں ہر مرض کے بے نظیر سے بے نظیر نسخے درج ہیں۔ یہ بیاض آپکے

صاحبزادوں کے پاس ہے

حضرت مولوی صاحب کی وفات ۱۹۱۴ء میں ہوئی۔ اس وقت سے آج تک گو آپکے بعض شاگردوں نے بعض بعض نسخے بنا کر پبلک کو دیئے مگر

یہ گنجینہ پوری طرح دنیا پر بند رہا

آپ کی وفات کے چھبیس سال بعد خدا تعالےٰ نے آپ کے صاحبزادوں کو یہ توفیق عطا فرمائی ہے۔ کہ وہ اپنے

حاذق الملک باپ کے مخفی مجرّبات کو

اپنی نگرانی میں۔ دیانت امانت سچائی اور توجہ سے خالص اور صحیح اجزاء سے تیار کر کے دنیا کے فائدہ کے لئے پبلک میں لائیں۔ اور ہم خرما و ہم ثواب کا مصداق بنیں۔ ان کی طرف سے اخبار الفضل کی ایک قریبی اشاعت میں اس امر کا اعلان ہو چکا ہے۔ میں علیٰ وجہ البصیرت اس امر کے اعلان کی جرأت کرتا ہوں۔ کہ

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضؓ کے صاحبزادگان

پوری توجہ اخلاص اور ہمدردی کے ساتھ بے نظیر باپ کے بے نظیر نسخوں کو اپنی نگرانی میں بنوا رہے ہیں۔ اس لئے تمام دوستوں سے درخواست ہے کہ وہ اعلان کردہ ادویہ یا جو بھی نسخہ بنوانا چاہیں۔ وہ آرڈر دے کر بنوا سکتے ہیں۔

بالآخر دعا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے حکیم الامت رضؓ کے فیض کو تا ابد جاری فرمائے آمین۔

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

لنڈن ۳۰ جون۔ آج ایوان عام میں مسٹر چرچل نے اعلان کیا۔ کہ مصر میں اتحادی افواج کی کمان جنرل آکنلک نے جنرل ریچی سے لے لی ہے۔ اس کے علاوہ مصر کی جنگ کے بارہ میں کوئی بیان نہیں دیا جاسکتا۔ وزیر جنگ نے ایک سوال کے جواب میں بتایا۔ کہ مصر میں جرمن فوجوں کے پاس فرانسیسی ٹینک ہونے کی خبر کی تصدیق نہیں ہوسکی۔ وزیر اعظم نے ایک اور سوال کے جواب میں کہا کہ ملایا اور سنگاپور کے سقوط کے بارہ میں جنرل ویول نے جو رپورٹ بھیجی ہے اس کو شائع نہیں کیا جاسکتا۔ اس سے تمام برٹش ایمپائر میں بےچینی پیدا ہوجائے گی۔ مسٹر چرچل کے خلاف عدم اعتماد کی جو تحریک پیش ہو رہی ہے۔ اس پر دو مزید ممبروں نے دستخط کئے ہیں۔ گویا کل تعداد ۲۱ ہے۔ ممبران کی کل تعداد ۶۱۵ ہے۔ لیبر پارٹی نے فیصلہ کیا ہے کہ لیبیا کے بارہ میں تحقیقات کا مطالبہ نہ کریگی

قاہرہ ۳۰ جون۔ برطانی ہیڈ کوارٹر سے اعلان کیا گیا ہے۔ کہ اتحادی فوجیں مرسا مطروح کو خالی کر کے نئے مورچوں میں آگئی ہیں اور انہیں کمک پہونچ گئی ہے۔ اب نیوزی لینڈ کی فوجیں بھی مصر میں لڑ رہی ہیں۔ جرمن فوجیں مرسا مطروح سے چالیس میل آگے نکل گئی ہیں۔ اور اسکندریہ کی طرف پیشقدمی کر رہی ہیں۔ گو پیشقدمی کی رفتار بہت مدھم ہے۔ مرسا مطروح اور فوقا کے درمیان سینکڑوں مربع میل کے رقبہ میں گھمسان کی جنگ ہو رہی ہے۔ لنڈن کے سرکاری حلقوں میں کہا جاتا ہے۔ کہ مصر میں صورت حالات خطرناک ہے۔

لنڈن ۳۰ جون۔ گزشتہ ہفتہ روس اور برطانیہ میں ایک اور معاہدہ ہوا ہے۔ جس کے رو سے برطانیہ نے ذمہ واری لی ہے۔ کہ وہ روس کو ہر قسم کی مدد بہم پہونچائے گا۔ برطانیہ اور برطانی نوآبادیات میں جو اسلحہ جنگ تیار ہوگا۔ وہ بغیر ادائگی معاوضہ روس کو دیا جائے گا۔ برطانی حکومت روس کو دو کروڑ پونڈ قرض دیگی اس سے قبل ایک کروڑ پونڈ قرض دیا جاچکا ہے۔

لنڈن یکم جولائی۔ اخبار سنڈے ٹائمز نے لکھا ہے۔ کہ انگلستان میں ایک نئی ٹامی گن بنائی گئی ہے۔ جسے برطانیہ کا خفیہ ہتھیار کہنا چاہیے۔ یہ سب سے زیادہ سستی بندوق ہے یعنی صرف دو پونڈ اس کی قیمت ہے اور اب بہت بڑی تعداد میں تیار کی جارہی ہے۔

ماسکو ۳۰ جون۔ روس کے سرکاری اعلان میں کہا گیا ہے۔ کہ جرمنوں نے کرسک کے نزدیک جو نیا حملہ زبردست ٹینکوں سے کیا ہے۔ اسے سوویٹ فوجوں نے پسپا کر دیا سبسٹاپول کے علاقہ میں بھی دشمن کے کئی حملے ناکام کئے گئے۔ مگر وہ نئی اور تازہ دم فوجیں میدان میں لے آیا ہے۔ اور بھاری نقصان اٹھا کر معمولی پیشقدمی کرسکا ہے لڑائی بہت خوفناک ہو رہی ہے۔ کرسک اور خارکوف کے مورچوں پر خوفناک فضائی جنگ لڑی جارہی ہے۔

لنڈن ۳۰ جون۔ برطانی گورنمنٹ کی ہدایت کے ماتحت برطانی سفیر مقیم قاہرہ نے مصری گورنمنٹ کو پھر یقین دلایا ہے۔ کہ مصر پر ہر جارحانہ حملہ کو پسپا کر دیا جائے گا۔

لنڈن ۳۰ جون۔ آج مسٹر چرچل نے ملک معظم سے ملاقات کی۔ اور اپنے دورہ امریکہ کے بارہ میں ان سے بات چیت کی۔

لنڈن ۳۰ جون مصر کی جنگ میں اتحادی طیارے مسلسل دشمن پر بمباری کر رہے ہیں۔ کل رات سولم سے مرسا مطروح تک تمام سڑک کو آگ لگا دی گئی دشمن کے ٹینکوں اور لاریوں کو بھی آگ لگی ہوئی تھی۔ لیبیا میں شکست کی ایک وجہ یہ بیان کی گئی ہے۔ کہ اتحادی فوجوں کے پاس وہاں ناکافی ٹینک تھے۔ اور جو امریکہ کے نئے بنے ہوئے ٹینک بھیجے گئے ان میں کچھ نقص ہے۔ اس کے علاوہ ہندوستان اور روس میں سامان جنگ بھیجنے کی وجہ سے لیبیا میں کافی سامان نہ پہنچایا جاسکا تھا۔

پشاور ۳۰ جون۔ سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے۔ کہ حکومت ہند اور حکومت سرحد کے مابین ایک معاہدہ ہوا ہے۔ جس کے رو سے صوبہ کے تمام پھل حکومت ہند خرید لے گی۔ اور وہ باہر نہیں بھیجا جاسکے گا۔ یکم جولائی سے صوبہ سے پھلوں کی برآمد کی بھی ممانعت کر دی گئی ہے

دہلی ۳۰ جون۔ ایک پریس نوٹ میں کہا گیا ہے کہ آج تک برطانی ہند کے کھانڈ کے کارخانوں میں چار لاکھ چوبیس ہزار ٹن کھانڈ کا سٹاک موجود ہے۔ اور بیوپاریوں کے پاس موجود سٹاک کو شامل کر کے یہ سٹاک اگلے موسم تک ملک کی ضروریات کے لئے بالکل کافی ہے۔

دہلی ۳۰ جون معلوم ہوا ہے کہ ایسٹرن گروپ سپلائی کونسل کے چار افسر اور دو سو کلرک تخفیف کر دیئے گئے ہیں۔ کیونکہ ملایا سنگاپور برما اور ہانگ کانگ وغیرہ دشمن کے قبضہ میں چلے گئے۔ اور آسٹریلیا اور نیوزی لینڈ نے اپنے وفود کے ممبروں کی تعداد کم کر دی۔

لنڈن ۳۰ جون۔ ہالینڈ کے سپاہیوں کا ایک اور دستہ انگلینڈ پہونچ گیا ہے۔ اس نے کینیڈا میں فوجی تربیت مکمل کی ہے۔ اس میں امریکہ کینیڈا میکسیکو وغیرہ ممالک وغیرہ میں بسنے والے ڈچ نوجوان شامل ہیں

لنڈن ۳۰ جون۔ وزیر حفاظت نے آج بتایا کہ ہندوستان کی آگ بجھانیوالی آرگنائزیشنوں کی امداد انگلستان کے آگ بجھانیوالے والنٹیروں سے کی جائے گی۔ آپ نے کہا کئی والنٹیر اپنے مشن پر روانہ ہوگئے ہیں۔

دہلی ۳۰ جون۔ وائسرائے کی اگزیکٹو کونسل میں توسیع کا اعلان اس ہفتہ کے آخر میں ہوجائیگا۔ اور کئی نئے ممبر ۱۵ جولائی سے چارج لے لیں گے سر پی سی راما سوامی جولائی کے آخر میں چارج لیں گے

لاہور ۳۰ جون۔ سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے کہ جولائی کے پہلے تین ایام میں صوبہ پنجاب میں جو بلیک آؤٹ ہو رہا ہے۔ وہ لاہور شہر میں نہ ہوگا۔

کلکتہ ۳۰ جون۔ ڈیفنس آف انڈیا رولز کے ماتحت ایک سال کے لئے ڈائمنڈ ہاربر سے امتی تک اور ضلع چوبیس پرگنہ میں رسائی کھال اور بیدی کھال میں جہازوں کے گزرنے کی ممانعت کر دی گئی ہے

راولپنڈی ۳۰ جون۔ پولیس نے ایک فرم کے ذخائر پر چھاپہ مار کر کھانڈ کی تین سو سے زائد بوریوں پر قبضہ کر لیا۔ اطلاع ملی تھی۔ کہ فرم مذکور کھانڈ کا سٹاک کر رہی ہے۔

چنگنگ ۳۰ جون۔ ایک چینی اعلان میں بتایا گیا ہے۔ کہ شانسی اور ہونان کی سرحد پر لڑائی کے دوران میں ۵۵۰۰ جاپانی ہلاک اور زخمی ہوئے اس جگہ جاپانی دستوں کو چینیوں نے گھیرے میں لے لیا ہے۔ شدید گولہ باری کی آڑ میں جاپانیوں نے دو ہزار فوج جھیل رائبنگ کے جنوب مشرق میں اتار دی ہے۔ کینٹن کے شمال مشرق میں لڑائی پھر تیز ہوگئی ہے۔

واشنگٹن ۳۰ جون۔ امریکن طیاروں نے جزیرہ ریکس پر بم باری کر کے اسے کافی نقصان پہنچایا۔ جاپانیوں کے قبضہ کے بعد اس جزیرہ پر یہ دوسرا حملہ ہے۔

راولپنڈی ۳۰ جون۔ سرکاری کنٹرول کے باوجود یہاں گندم کا نرخ تیز ہو رہا ہے۔ اور اس وقت چھ روپیہ تین آنہ من ہے۔ لوگ بہت دقت محسوس کر رہے ہیں۔

فیروزپور ۳۰ جون۔ معلوم ہوا ہے کہ مہاراجہ صاحب فرید کوٹ جوڈیشنل اور اگزیکٹو محکموں کو ایک دوسرے سے جدا کرنے کی کوشش میں ہیں۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ پنجاب کی ریاستوں کیلئے ایک مشترکہ ہائیکورٹ قائم کیا جائیگا۔ لیکن جو ریاستیں خرچ برداشت کرسکتی ہیں۔ وہ علیحدہ بھی قائم کرسکیں گی۔

دہلی ۳۰ جون۔ چونکہ ان دنوں تار اور ٹیلیفون پر بہت زیادہ ٹریفک ہے۔ اور اس وجہ سے عوام کو مشکلات پیش آرہی ہیں۔ اس لئے ذمہ وار احکام اس تجویز پر غور کر رہے ہیں کہ تار اور ٹیلیفون کی مزید لائنیں بنائی جائیں۔

سٹاک ہالم ۳۰ جون معلوم ہوا ہے کہ لیتھویا میں جرمنوں کے خلاف بغاوت ہوگئی ہے اور کسانوں کے چھاپہ مار دستوں نے جرمن فوجوں کے پیچھے حملے شروع کر دیئے ہیں۔ اور انہیں بہت نقصان پہنچا رہے ہیں سوویٹ طیارے چھاپہ مار دستوں کو ہوائی چھتریوں کے ذریعہ اسلحہ اور دیگر سامان جنگ مہیا کر رہے ہیں بغاوت کی وجہ یہ ہے کہ نازی حکام نے کسانوں کی زمینیں اور مویشی چھین کر ان جرمنوں کے حوالہ کر دیئے ہیں۔ جو تین سال قبل یہاں آکر آباد ہوئے تھے۔

نیروبی ۳۰ جون۔ طبروق کی شکست کی وجہ سے جنوبی افریقہ میں محوریوں کے خلاف بہت جوش خروش پھیل گیا ہے۔ اور وہاں اب یہ نعرہ بلند ہو رہا ہے۔ کہ